© rasailojaraid.com

”نہیں پیٹ بھرتا بے صبری زمین کا“

حبیب الرحمٰن بٹالوی

”حضراتِ گرامی! میّت کے ورثا کا کہنا ہے کہ اگر کسی نے مرحوم سے کوئی قرض وغیرہ لینا ہوتو وہ اُن سے رابطہ کر سکتا ہے۔ زندگی میں آدمی سے کمی، کوتاہی ہو جاتی ہے۔ اگر مرحوم کے بارے میں کسی رشتے دار یا غیر رشتے دار کے دل میں کوئی رنجش یا ناراضگی ہوتو درخواست ہے کہ وہ انھیں اللہ کے واسطے معاف کردے۔ مرحوم بہت اچھے آدمی تھے۔

ایک جنازہ جارہا تھا۔ لوگ کہہ رہے تھے: ”مرنے والا بہت نیک آدمی تھا۔ بہت اچھا آدمی تھا“۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس پر جنت واجب ہوگئی“۔ ایک اور جنازے پر ایک صحابی سے کسی نے پوچھا، یہ کس کا جنازہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ”میرا“۔ اور اگر تمھاری دل آزاری نہ ہوتو میرا اور تمھارا کہ کل کو لوگ اسی طرح میرا اور تمھارا جنازہ اٹھائے لیے جارہے ہوں گے۔ اور مساجد سے ہماری موت کا اعلان ہورہا ہوگا۔

عزیزانِ محترم! جنازہ درحقیقت مرنے والے کے لیے ایک دعا ہے اور اکثر کو وہ دعا نہیں آتی۔ ہم مرحوم کے لواحقین کو یہ ظاہر کرنے کے لیے آجاتے ہیں کہ ہم بھی جنازے پر آئے ہوئے ہیں۔ مگر جنازے کا جو اصل مقصد ہے وہ ہمارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ جنازے میں پڑھنے والی دعا نہیں آتی۔ جنازہ ایک فرض کفایہ ہے۔ اگر کچھ لوگ مرنے والے کا جنازہ پڑھ لیں گے تو سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا مگر پانچ وقت کی نماز ہر ایک پر فرض ہے۔ افسوس! ہم اس کی فکر نہیں کرتے۔ ریاکاری، دکھاوے کے لیے جنازے پر آجاتے ہیں مگر نماز نہیں پڑھتے۔ ہمیں اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے“۔

یہ ہیں وہ الفاظ جو ہمارے ایک دوست (شیخ ابوذر) کے والد محترم کا جنازہ پڑھانے سے پہلے، امام صاحب نے ادا کیے۔

قارئین! یہ دنیا فانی ہے۔ اس کے ہر مکان پر فنا کی تختی لگی ہوئی ہے۔ جو چیز بنی ہے، اس نے بگڑنا ہے۔ جو بھی یہاں آیا ہے اُس نے جانا ہے۔

کوئی بھی یہاں نہ ٹھہرا ہے
ہر جا موت کا پہرا ہے
یہ دنیا پلک بسیرا ہے
یہاں جوگیوں والا پھیرا ہے

ذرا قبرستان کی طرف گردن گھما کے دیکھو، کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہورہی ہے۔

نہ دارا رہا نہ سکندر رہا!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
نہیں پیٹ بھرتا بے صبری زمیں کا
ہضم کر گئی نوجواں کیسے کیسے

اور سب سے زیادہ تعجب کی بات یہی ہے کہ ہم روز دوسروں کو مرتے ہوئے دیکھتے ہیں مگر زندگی اس طرح بسر کرتے ہیں جیسے خود کبھی نہیں مریں گے۔ جب کہ موت ہر ایک کے سر پر منڈلا ہے پتا نہیں کب آ کے دبوچ لے۔

کلبۂ افلاس میں ، دولت کے کاشانے میں موت
دشت و در میں ، بحر میں ، گلشن میں ، ویرانے میں موت
موت ہے ہنگامہ آرا قلزم خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں
نے مجال شکوہ ہے نہ طاقتِ گفتار ہے
زندگانی کیا ہے؟ اک طوقِ گلو افشار ہے

ہمیں ہر آن اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے، اُس سے آسانیاں مانگتے رہنا چاہیے، وہ ہر چیز پر قادر ہے کہ زندگی اگر مشکل ہے تو موت اُس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ یہ زندگی موت کی امانت ہے۔ جس کی کوئی تیاری نہیں۔ بہت کٹھن مرحلہ ہے۔ ہم عارضی دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ دنیا تو چندروز کا کھیل تماشا ہے۔ ایک بزرگ سے ایک راہگیر نے پوچھا کہ یہاں قریب کوئی آبادی ہے؟ اُس نے قبرستان کی طرف اشارہ کر کے کہا اس طرف مستقل آبادی ہے۔ ہمیں جس کا خیال نہیں۔ عمر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے۔ وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے، ہم اپنی قبر کی طرف کھنچے چلے جا رہے ہیں۔ اور:

یہ آدمی کا جسم کیا ہے؟ جس پہ شیدا ہے جہاں
ایک مٹی کی عمارت، ایک مٹی کا مکاں
خون کا گارا بنا اور اینٹ اس میں ہڈیاں
چند سانسوں پہ کھڑا ہے یہ خیالی آسماں
موت کی پُرزور آندھی جس گھڑی ٹکرائے گی
دیکھ لینا یہ عمارت خاک میں مل جائے گی

☆......☆......☆

© rasailojaraid.com